شذرات

شاہ ولی اللہؒ کے ہاں انسانی کمالات دو قسم پر ہیں - انسان کا ایک کمال تو وہ ہے جس کو اس کی صورتِ نوعیہ (انسانیت) تقاضا کرتی ہے اور دوسرا کمال اس کی جنس قریب حیوان یا جنس بعید جسم نامی وغیرہ کی وجہ سے اس کو لاحق ہوتا ہے -

انسان کی سعادت اور شقاوت کا مدار کمالات کے ہونے یا کمالات سے عاری ہونے پر ہے - لیکن انسان کی وہ سعادت جس کے نہ ہونے سے انسان کو نقصان پہنچتا ہے اور عقول مستقیمہ والے اس سعادت کے سختی سے طلبگار ہوتے ہیں وہ سعادت کی پہلی قسم ہے جس کو انسان کی انسانیت متقاضی ہوتی ہے - کیونکہ جب ہم سعادت کی دوسری قسم کا تجزیہ کرتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ عادتاً کبھی انسان کی ان صفات کی وجہ سے تعریف کی جاتی ہے جن میں معدنی اجسام بھی انسان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں - جیسے طول اور عظم قامت، کا وصف - اگر حقیقی سعادت یہ ہوتی تو پہاڑوں کو انسان سے سعادت میں کامل کہا جاتا - انسان کی کچھ صفات وہ ہیں جن میں اس کے ساتھ نباتات بھی شریک ہیں جیسے مناسب نمو اور بڑھنا، حسین خط وخال اور دل پسند ہیئت کا پیدا ہونا - اگر سعادت اس کا نام ہے تو گل لالہ اور گلاب کو سعادت میں اتم کہا جائے - انسان کی کچھ صفات ایسی ہیں جن میں حیوان اس کے ساتھ شریک ہوتا ہے، جیسے حملے کی شدت، آواز کی بلندی، قوی شہوت، کھانے پینے کی کثرت، غضب اور حسد کی بہتات - اگر سعادت ان صفات کا نام ہے تو گدھے کو سعادت میں اتم قرار دیا جاتا -

انسان کی کچھ صفات وہ ہیں جو صرف انسان کے ساتھ مخصوص ہیں، جیسے آراستہ اخلاق،

معاشرے کے صالح ارتفاقات ورسوم، صنعتیں اور عظیم جاہ و مرتبہ۔ ظاہر نظر میں یہ صفات انسانی سعادت معلوم ہوتی ہیں، اس لیے بعض عقلمند اقوام ان کو کسب کرتی ہیں، ان صفات کے علاوہ دوسری صفات کو مدح کے لائق صفات نہیں جانتیں۔ لیکن اب تک بات واضح اور منقح نہیں ہوئی، کیونکہ ان صفات کی اصل حیوان کے افراد میں بھی موجود ہے، کیونکہ شجاعت اور بہادری کی اصل غضب، انتقام اور بدلہ لینے کا جذبہ، شدائد میں ثابت قدمی اور مہالک میں گھسنا ہے، یہ سب چیزیں مذکر بہائم میں بکثرت پائی جاتی ہیں۔ لیکن ان کو شجاعت تب کہا جائے گا جب نفس ناطقہ کا فیض ان کو مہذب بنائے اور آراستہ کرے اور یہ چیزیں مصلحت کلیہ کے ماتحت ہوں، کسی عقلی تقاضے سے پیدا ہوں۔ اسی طرح اگر صنعت اور ہنرمندی کو دیکھیں تو اس کی اصل تو چڑیا میں بھی موجود ہے جو اپنا گھونسلا بنتی ہے۔ بلکہ بعض صنعتیں وہ بھی ہوتی ہیں جن کو حیوان تو اپنی طبیعت کی بنا پر کرتا ہے لیکن انسان تکلیف اٹھانے سے بھی اس پر قدرت نہیں رکھتا۔ اس بحث سے یہ نتیجہ نکلا کہ ان سب کو حقیقی سعادت نہیں کہا جاتا، بلکہ یہ سعادت بالعرض ہے، حقیقی سعادت یہ ہے کہ انسان کی قوتِ بہیمیہ اس کے نفس ناطقہ کی فرماں بردار بن جائے، خواہشات عقل کے تابع اور ماتحت ہوں۔ نفس ناطقہ بہیمیہ پر غالب ہو اور عقل، خواہش پر قاہر ہو۔ اس کے سوا باقی سب خصوصیات اور صفات بے سود ہیں۔

جاننا چاہیے کہ وہ امور جو حقیقی سعادت کے ساتھ ملے ہوئے ہیں، وہ دو قسم پر ہیں ایک قسم تو وہ ہے جس کا تعلق انسانی جبلت کی خواہش پر معاش میں نفس ناطقہ کے فیضان سے ہوتا ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ فورتی اپنے مطلوب کو اس قسم کے ذریعہ حاصل کرے، بلکہ بسا اوقات ان معاشی کاموں میں منہمک ہونا اور خاص طور پر شخصی مفاد کا خیال رکھنا جیسا کہ ناقص انسان کا وصف ہے مطلوب سے دور کر دیتا ہے، جس طرح کوئی شجاعت کو اس طرح حاصل کرنا چاہے کہ وہ غصہ اور کشتی بازی کرتا رہے، اسی طرح دوسرے کام کرے — یا فصاحت کو عرب کے اشعار اور خطبوں کے جاننے سے حاصل کرے۔ درحقیقت اخلاق کا ظہور اس وقت ہوتا ہے جب انسانی افراد کی مزاحمت ہو اور ارتفاقات انسانی حاجتوں

سے بنتے ہیں اور صنعتیں آلات اور سامانِ سے تمام ہوتی ہیں - یہ سب چیزیں دُنیا کی زندگی پوری ہونے کے ساتھ ختم ہوجاتی ہیں - اگر کوئی ناقص انسان اس حالت میں مرگیا تو وہ کمال سے خالی ہوکر مرا اور اگر اس کے نفس میں ان علاقات اور مشاغل کی صورتیں چمٹی رہیں تو اس کا نقصان نفع سے زیادہ سخت ہوگا -

سعادتِ حقیقی کے ساتھ لازم رہنے والے امور کی دوسری قسم بہیمیہ کا ملکیہ قوت پر اذعان اور یقین ہے جس کی یہ صُورت ہے کہ بہیمیہ ، مُلکی قوت کے اشارے پر کام کرے اور اس کے رنگ کو قبول کرے اور ملکیہ ، بہیمیہ سے اس کے پست الوان سے اپنے آپ کو دُور رکھے اور نہ ہی ملکیہ میں بہیمیہ کے خست پذیر نقوش منطبع ہوں، جس طرح خاتم کے نقوش موم میں نقش ہوتے ہیں ، اس کی صرف یہ صورت ہے کہ ملکیہ اپنی طرف سے کسی چیز کا حُکم صادر کرے اور اس کا بہیمیہ کو اشارہ کرے اور اس کی طلب کرے تو بہیمیہ اس کی فرماں بردار ہو - اسی طرح یہ سلسلہ جاری رہے ، یہاں تک کہ بہیمیہ اس کی خوگر ہو جائے اور ریاضت کرتی رہے - یہ چیزیں جن کو مُلکیت اپنی ذات کی طرف سے خواہش کرتی ہے اور بہیمیت کو اس کی رضا کے خلاف جبر کرتی ہے ، یہ ایسے اُمور ہوں جن میں مُلکیت میں انشراح اور بہیمیت میں انقباض واقع ہو اور وہ ہے ملکوت سے مشابہت ، جبروت پر اطلاع ، کیونکہ یہ چیزیں مُلکیت کے خاصیات میں سے ہیں اور بہیمیہ ان سے نہایت دُور رہتی ہے یا وہ چیز کہ بہیمیہ اس کی خواہش کرتی ہے اور اس کو لذیذ جانتی ہے اور اس کی طرف مشتاق ہوتی ہے ، اس کو چھوڑ دے -